حضرت علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ اور ''حاشیہ آثارُ السنن''

مولوی محمد ذیشان صدیق

حضرت امام العصر علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کی ذاتِ گرامی کسی تعارف کی محتاج نہیں، جو کہ چودھویں صدی ہجری میں زہد وتقویٰ، علوم کی جامعیت، گہرائی وگیرائی، فنونِ قدیمہ وجدیدہ کی معرفت میں متقدمین اہلِ علم کی زندہ وتابندہ مثال تھے۔ جو لوگ حضرت امام العصرؒ کی صحبت سے فیض یاب ہوئے اور اُنہیں علومِ انوری کو قریب سے دیکھنے کا موقع ملا' ان میں سے کوئی حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا تعارف کیسے ہی بلند توصیفی کلمات سے کیوں نہ کرے، دوسرے مستفیدینِ شاہ کے ہاں کما حقہ ثناء میں کمی کے عیب سے مبرا نہیں ہوسکتا۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت والا کے بعض معاصرین وخوشہ چینوں کو یہ کہنا پڑا کہ ''لم تر العیون مثلهٗ ولایری هو مثلَ نفسه'' غرض یہ ہے کہ نہ تو حضرت کشمیریؒ کے محاسن کا احصاء راقم کی وسعت میں ہے اور نہ ہی اس مختصر مضمون میں اس کی گنجائش ہے۔ یہاں تو ''آثار السنن'' پر آپ کے تالیف کردہ حواشی مسمّٰی ''الاتحاف لمذهب الأحناف'' سے متعلق کچھ عرض کرنا ہے۔

حضرت علامہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کے حواشی پر گفتگو سے پہلے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ تصنیف وتالیف سے موصوف کے رشتے کے متعلق شامی محدث شیخ عبدالفتاح ابوغدہ رحمۃ اللہ علیہ کا جامع بیان پیش کردیا جائے، تاکہ حواشی کے بارے آئندہ ذکر کی جانے والی تفصیلات کو آسانی سمجھا جاسکے:

''لم یعزم الشیخ رحمه اللّٰه تعالٰی أن یؤلف رسالةً أو کتابًا تألیفًا مقصودًا، وإنما جل مؤلفاته أمال أخذت عنه أو نصوص و تقییدات أفردها بعنوان، ولو أنه عکف علی التألیف لسالت بطحاء العالم بعلومه وتحقیقاته، ولأنارت أنواره اللامعة أرجاء دنیا العلم علٰی سعتها وکثرة أهل الفضل المتقدمین فیها، وإنما ألف بدافع الضرورة الدینیة والخدمة الإسلامیة عدة رسائل سنذکرها فی عداد مؤلفاته، غیر أنهٗ کان من ریعان عمره عاکفًا علی جمع الأوابد وقید الشوارد فی برنامجته وتذکرته وکان بذل وسعه فی حل المشکلات التی لم تنحل من أکابر المحققین قبلهٗ، وکان کلما سنح لخاطره الشریف شیء من حل تلک المعضلات قیده فی

تذكرته وإذا وقف في كتب القوم على شيء تنحل به بعض المعضلات أحال إليه برمز الصفحة إن كان مطبوعا .... وقد اجتمعت عندهٗ في تذكرته ذخائر ونفائس زاخرة لحل كثير من المعضلات العلمية وألف رسائل في بعض مهمات الحديث الشريف من المسائل الخلافية بين المذاهب، ملتقطا لها من ذخائر تذكرته بإصرار وإلحاح من تلامذته وأصحابه ومستفيديه ، ذبًا عن حريم المذهب الحنفي ، ودفعًا لطعن الحساد والجاهلين . وهذه الرسائل المذهبية كانت دررا مبعثرة في تذكرته رتبها بعض ترتيب علٰى شكل تأليف ، ولهٰذا تراها مشحونة بالإحالة على الكتب من غير سرد لجميع عباراتها ، ولو رتبت رسائلهٗ تلك على عادة مؤلفي العصر الحاضر أو علٰى عادة المولعين بالبسط والتفصيل لصارت كل رسالة منها أضعاف ما هي عليه ۔‘‘ (مقدمۃ التصریح بما تواتر فی نزول المسیح ،ص:۲۷،۲۸، ناشر: جمعیت تحفظ ختم نبوت، پاکستان)

ترجمہ: ’’حضرت شیخ (کشمیری) رحمۃ اللہ علیہ نے کسی کتاب یا رسالہ کی تالیف از خود قصداً نہیں کی، آپ کی تمام مؤلفات یا تو امالی ہیں جو آپ سے منقول ہیں یا وہ عبارتیں وتنبیہات ہیں جسے خود حضرت شاہ صاحبؒ نے کسی عنوان کے تحت جمع فرمایا ہے، اگر تالیف کتب کی جانب خصوصی توجہ فرماتے تو ارضِ عالم ان کے علوم وتحقیقات سے بہہ پڑتی ، اور آپ کے انوارات دنیائے علم کو باوجود اپنی وسعت اور متقدمین اہلِ فضل کی کثرت کے منور بنا دیتے ، البتہ گنے چنے چند رسائل دینی واسلامی ضرورت کے پیشِ نظر تصنیف فرمائے ہیں، جن کا ہم آئندہ ان کی تصنیفات کے ذیل میں تذکرہ کریں گے۔

البتہ زمانہ شباب ہی سے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا یہ معمول تھا کہ (دورانِ مطالعہ) جو بھی نادر وقیمتی بات سامنے آتی ‘ اُسے اپنی خصوصی ڈائری میں درج فرما دیتے اور اس بات کی پوری کوشش رہتی کہ ان علمی مشکلات کا حل نکالا جائے جو کہ حضرت والا سے قبل اکابر محققین سے بھی حل نہ ہوئیں اور ان مشکلات کے حل کے سلسلہ میں جو توجیہ بھی ذہن میں آتی ‘ اُسے قیدِ تحریر میں لے آتے ، اور اگر دورانِ مطالعہ کوئی اس قسم کی بات سامنے آجاتی تو اگر وہ کتاب مطبوعہ ہوتی تو صفحہ نمبر کے ساتھ اسے نقل فرما دیتے ۔ اس طرح حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی ڈائری میں بہت سی علمی مشکلات کو حل کرنے کے لیے نہایت قیمتی ذخیرہ جمع ہوگیا ، اور حنفی مذہب کے دفاع اور حاسدین وجہلاء کے اعتراضات کے ازالے کے لیے بعض شاگردوں ومستفیدین کے شدید اصرار پر اپنی ذاتی ڈائری سے ان فوائد کو منتخب کر کے اہم اختلافی فروعی مسائل کے بارے میں چند رسائل تالیف کیے۔ یہ قیمتی رسائل حضرت کی ڈائری میں بکھرے ہوئے موتیوں کی مانند تھے، جسے آپ نے کچھ مرتب کر کے تالیف کی شکل دے دی ، اسی وجہ سے آپ اس میں کتابوں کے حوالے بغیر پوری عبارت کے نقل کیے بکثرت پائیں گے اور اگر یہ

رسائل عصر حاضر کے مؤلفین یا بسط وتفصیل کے دل دادوں کے مزاج کے موافق مرتب کیے جائیں تو ان میں سے ہر ایک موجودہ شکل سے کئی گنا بڑھ جائے۔‘‘

شیخ ابوغدہؒ کا مذکورہ بالا بیان جہاں حضرت کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف وتالیف کے ساتھ وابستگی کی خوب عکاسی کرتا ہے، وہیں حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے رسائل وحواشی نادرہ کی قیمت وعظمت کو بھی واضح کرتا ہے، حقیقت یہی ہے کہ حضرت والا کے جملہ رسائل وتعلیقات گنجینۂ علوم ومعارف ہیں جو اپنے اختصار وجامعیت کی بنا پر معلومات وتحقیقات کا ایک ایسا بحر بے کراں ہیں جس سے کما حقہ استفادہ وہی مردِ میداں کر سکے گا جو کہ ہر موضوعِ بحث میں مؤلف کے ساتھ علم کی اَتھاہ گہرائیوں میں غوطہ زنی کی صلاحیت رکھتا ہو اور ہر اشارہ، کنایہ واجمال کو آسانی سمجھ سکے جو مختصر وجامع کلام کا گویا ایک خاصہ لازمہ ہے۔

بہرحال موضوعِ سخن تو حضرت علامہؒ کے حواشی آثار السنن تھے جو اپنے گوناگوں امتیازات کی بنا پر آپ کے تمام حواشی وتعلیقات میں خاص مقام کا حامل ہے۔

حواشی آثارُ السنن اربابِ علم وفن کی نگاہ میں

ا:......محدثُ العصر حضرت علامہ سید محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ ’’حواشی آثار السنن‘‘ کے مقدمہ میں رقم طراز ہیں:

’’فلمّا تمَّ طبع الكتاب أخذَ الشيخُ يطالعهٗ، ويزيد عليه من أدلةٍ وأبحاثٍ ونكاتٍ وفوائدَ وغررِ نقولٍ ما يساويُ بعضُها رحلةً، ويقيّدُها علٰى هامشهٖ وطرَرِهٖ وبين أسطرِهٖ بكلّ بابٍ ما يلائمُهٗ، وكلّما مرَّ عليه شيءٌ لهٗ صِلةٌ بالموضوع في مطالعتهٖ قيَّدَهٗ هناك إمَّا بنقل عبارةٍ أو حوالةٍ برمزِ صفحةٍ مرقومةٍ إن كان الكتاب مطبوعًا، أو نقلِ لفظِهٖ إن كان مخطوطًا، فتارةً بعبارةٍ وتارةً بإشارةٍ، أو بدا لهٗ شيءٌ من تأييدٍ وترديدٍ قيَّدَهٗ هناك، حتٰى أصبحتْ صفحةُ الكتابِ كالوشيِ الدَّقِيقِ، فجاءتْ فيها نفائسُ منْ أفكارِهٖ، وبدائعُ من غررِ نقولٍ بكلّ بابٍ، وكنتُ قدِ اشتغلت برهةً بتخريجِ تلكَ الحوالاتِ، واستخراجِ تلكَ العباراتِ بأمرِهٖ رحمه اللّٰه، فكانتْ صفحةٌ واحدةٌ من الكتاب تخريجُه يملأُ عدَّةَ أوراقٍ، وكان رحمه اللّٰه يتمنّٰى أنْ لو طُبِعَ ذلك التخريجاتُ لنفعتْ أهلَ العلم۔‘‘

ترجمہ: ’’جب کتاب (آثار السنن) کی طباعت مکمل ہوئی تو حضرت کشمیری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا مطالعہ شروع کیا اور اس پر مزید دلائل، ابحاث، نکات، فوائد اور بہت سی قیمتی معلومات کا اضافہ کیا جن میں سے بعض کو اگر سفر کر کے حاصل کیا جاتا تو بے جا نہ ہوتا، اور (آپ کا اسلوب یہ رہا کہ) ہر باب کے مناسب جو بھی مفید باتیں ہوتیں اسے کتاب کے حاشیہ، اوپر یا نیچے) بین السطور میں لکھ لیتے اور دورانِ مطالعہ موضوع سے متعلق جو بات بھی سامنے آتی چاہے وہ تائید کی صورت میں ہو یا تردید کی صورت میں تو اگر وہ کتاب مطبوع ہوتی تو

عبارت لکھ کر یا فقط حوالہ بقیدِ صفحہ لکھ لیتے، اور اگر وہ کتاب چھپی ہوئی نہ ہوتی تو الفاظ لکھنے کا اہتمام فرماتے، کبھی صراحۃً اور کبھی اشارۃً، یہاں تک کہ اب صفحہ کتاب (خوبصورت) باریک نقش کی مانند معلوم ہوتا ہے، اس طرح ان حواشی میں ان کی نفیس وعمدہ آراء اور ہر باب کے مناسب عمدہ و نادر معلومات جمع ہوگئیں، کچھ عرصہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے حکم سے ان عبارتوں وحوالوں کی تخریج میں مصروف رہا (حوالوں کی کثرت کی بنا پر) ایک ایک صفحہ کی تخریج کئی کئی اوراق پر محیط ہوتی، آپ کی یہ خواہش تھی کہ اگر ان حوالوں کی تخریج کرکے اُسے شائع کیا جائے تو اس سے اہلِ علم کو خاطر خواہ نفع ہوگا۔

۲:...... یہ حواشی حضرت علامہ بنوری رحمۃ اللہ علیہ کی شہرہ آفاق کتاب ''**معارف السنن**'' میں حضرت کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کی پیش کردہ تحقیقات کا ایک اہم ترین ماخذ ہے۔ اس بات کی تائید کے لیے اتنا کافی ہے کہ حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ نے ''**معارف السنن**'' کی فقط چوتھی جلد میں ان حواشی کا چالیس جگہ حوالہ دیا ہے۔

۳:...... شامی محدث شیخ عبد الفتاح ابو غدہ رحمۃ اللہ علیہ حضرت امام العصر رحمۃ اللہ علیہ کی تالیفات کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> **''الإتحاف لمذهب الأحناف: وهو حواش وتعليقات نافعة ماتعة جامعة علقها الشيخ الكشميري على كتاب ''آثار السنن'' لعصريه المحدث المحقق النيموي رحمهما الله تعالى، ولقد أحسن ''المجلس العلمي'' صنعا بتصوير نسخة الشيخ من كتاب ''آثار السنن'' المطبوعة في مجلدين التي ملأ الشيخ بخطه الجميل حواشيها وبياضاتها التي بين السطور علما ثمينا وإحالات كثيرة غنية بالتحقيق، وقد سميت هذه التعليقات والحواشي عند ما صورت بعد وفاته ''الإتحاف لمذهب الأحناف......'' قلت: تخريج حوالاتها وتبويبها وتنسيقها دين ثقيل في عنق أصحاب الشيخ وتلامذته الأفاضل، لاتبرأ ذمتهم إلا بإنجازه۔''** (مقدمۃ التصریح، ص: ۳۰، ۳۱)
>
> ترجمہ: ''**الاتحاف لمذهب الاحناف**'': یہ نہایت مفید و جامع تعلیقات ہیں جو کہ حضرت کشمیری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ہم عصر محدث، محقق نیموی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب آثار السنن پر تحریر کیے ہیں، مجلس علمی نے حضرت شیخ کے آثار السنن کی دو جلدوں میں مطبوعہ نسخہ کا فوٹو کرا کے اچھا (اور مفید) کام کیا ہے، جسے آپ نے بین السطور حواشی لکھ کر قابلِ قدر و محقق معلومات اور بہت سے حوالوں سے بھر دیا ہے اور حضرت کی وفات کے بعد ان حواشی وتعلیقات کا جب فوٹو لیا گیا تو ''**الاتحاف لمذهب الاحناف**'' نام رکھا گیا۔ میں کہتا ہوں: اس کے حوالوں کی تخریج اور اس کی تبویب وتنسیق کا کام حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے تلامذہ کی گردنوں میں ایک بھاری قرض ہے، جس کی ادائیگی کے سوا وہ عہدہ برآ نہیں ہوسکتے۔''

حواشی آ ثار السنن میں حضرت کشمیریؒ کا اسلوب

سابقہ عنوان کے تحت حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ کے بیان سے ان حواشی کے طرز و اسلوب کی بھی کافی راہنمائی ملتی ہے، مزید وضاحت کے لیے عرض ہے:

ا:......حضرت امام کشمیری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تعلیقات میں علامہ نیموی رحمۃ اللہ علیہ کے مذاق کو ملحوظ رکھا ہے اور انہیں معلومات کا اضافہ کیا ہے جو مؤلف نیموی رحمۃ اللہ علیہ کے طرز و اسلوب کے موافق تھیں، چنانچہ استاذ محترم حضرت مولانا ڈاکٹر محمد عبد الحلیم صاحب چشتی دامت برکاتہم العالیہ اپنے وقیع مقالے بعنوان ''امام العصر علامہ محمد انور شاہ کشمیریؒ'' میں رقم طراز ہیں:

''یہاں یہ نکتہ بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ انور شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیقات اور اضافہ معلومات کا دائرہ محدث نیمویؒ کے مذاق تک محدود رہا ہے۔ موصوف نے متونِ حدیث، اسنادِ رجال اور جرح وتعدیل سے متعلق وہی تحقیقات پیش کی ہیں جو محدث نیمویؒ کے مذاق کے مطابق تھیں۔ فقہ حدیث کی بحثیں، حقائق، معارف، اسرارِ بلاغت اور توجیہات حدیث سے بہت ہی کم اعتناء کیا ہے، پھر بھی یہ اضافہ اصل سے دوگنا تگنا ہوگیا ہے۔''

(ملاحظہ ہو: نقدِس انور، ص:۳۷۲، مقالہ: مولانا عبد الحلیم چشتی مدظلہ)

۲:...... شیخ ابوغدہ رحمۃ اللہ علیہ کے بیان میں یہ بات گزر چکی ہے کہ حضرت کشمیری رحمۃ اللہ علیہ نے تصنیف وتالیف کو مستقل مشغلہ نہیں بنایا، بلکہ دورانِ مطالعہ جو قیمتی بات سامنے آتی 'اُسے اپنے پاس محفوظ کرلیا، پھر شاگردوں کے اصرار پر ان میں سے کچھ محفوظات کو کسی خاص عنوان کے تحت جمع بھی فرمایا، مگر ان میں بھی حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا طرز و اسلوب یہ رہتا کہ زیرِ بحث موضوع سے متعلق بکثرت حوالہ جات پیش کرتے اور محولہ مقامات کی عبارات کو پیش کرنے کا اہتمام کچھ زیادہ نہ ہوتا، اس کی وجہ چاہے اختصار کا ملحوظ رکھنا ہو یا اس کے علاوہ کوئی اور بات پیش نظر ہو، بہرحال اس طرزِ عمل سے نتیجہ یہ ہوا کہ حضرت والا کی تالیفات سے دو قسم کے افراد ہی صحیح مستفید ہوسکیں گے:

ا:- وہ شخص جو حضرت امام العصرؒ کی مانند جامع علوم وفنون ہو کہ اس کے ہاں بھی محولہ مقامات کی عبارات موصوف کی طرح مستحضر ہوں اور ہر اشارہ، کنایہ و اجمال کو بخوبی سمجھ سکتا ہو، ایسا شخص تو کماحقہٗ فائدہ اُٹھائے گا۔

۲:- وہ شخص جو دورانِ مطالعہ محولہ مقامات کو خود ساتھ ساتھ دیکھتا رہے، یہ اگرچہ کماحقہ مستفید تو نہ ہوگا، لیکن اکثر کلام کو سمجھنے میں آسانی پائے گا، یہی حال ''حواشی آ ثار السنن'' کا بھی ہے کہ ان سے بھی صحیح استفادہ کی یہی صورت ہے۔

۳:......حضرت کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کے اندازِ درس کے بارے میں مولانا مناظر احسن گیلانی رحمۃ اللہ علیہ نقل

فرماتے ہیں کہ:

''حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے: ''معروف ومتداول کتابوں کے حوالے دینے کا کیا فائدہ؟! ان تک تو رسائی ممکن ہے۔'' اسی وجہ سے آپ کے درس میں ایسی بہت سی کتابوں کا نام سننے کو ملتا جن سے عوام تو درکنار بہت سے علماء بھی نابلد ہوتے۔''

(نقش دوام، مؤلفہ: مولانا انظر شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ، ص: ۱۲۸، تالیفاتِ اشرفیہ)

یہی صورت حال کچھ ان کے حواشی کی بھی ہے، ان میں مخطوطات ومطبوعہ کتابوں کے نایاب نسخوں کے حوالے جابجا ملتے ہیں۔

۴:...... علامہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کے حواشی میں ایک خصوصی عنصر آپ کے تعقبات ہیں، جو کہ مختلف ابواب میں جابجا ائمہ فن کی تحقیقات سے متعلق ہیں، جن میں فقط ابواب الوتر سے ابواب الجنائز تک تعقبات کی تعداد ۱۹ / ہے، جن میں اکثر حافظ الدنیا حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیقات پر ہیں۔

۵:...... ایک طرف تو علم وتحقیق کا یہ عالم ہے، دوسری جانب علمی دیانت اس قدر ملحوظ ہے کہ اگر کسی راوی یا روایت یا کسی صاحبِ فن کی بات کا سراغ نہ ملا تو اس کا اظہار کرنے میں بھی کچھ عار مانع نہ ہوا، ان حواشی میں ابواب الوتر سے ابواب الجنائز تک ایسی جگہیں جہاں حضرت امام العصرؒ نے کسی بات کے نہ ملنے کا تذکرہ کیا ہے، ان میں سے اکثر کا تعلق انہیں سابقہ تین باتوں سے ہے۔

۶:...... حضرت علامہؒ کے یہ حواشی اگرچہ حنفی متدلات کی جامع ومختصر کتاب ''آثار السنن'' سے متعلق ہیں، مگر حوالہ جات کے دیکھنے سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے مراجع ومآخذ صرف علومِ حدیث تک محدود نہیں بلکہ کتبِ صرف، نحو، لغت، فقہ ائمہ اربعہ، تفسیر، اصولِ تفسیر کے حوالہ بھی بکثرت اس میں موجود ہیں۔

۷:...... ہرفن کی کتب میں سے اگر اُمہاتِ کتب میسر ہوں تو اُن کا حوالہ دیتے ہیں۔ اگر کسی وجہ سے اُمہات تک رسائی نہ ہوئی تو ثانوی کتب کا حوالہ بھی ذکر کردیتے ہیں اور کہیں کسی ضرورت کے تحت اُمہاتِ کتب کے ہوتے ہوئے بھی ثانوی کتب کا حوالہ پیش کردیتے ہیں۔

۸:...... اسی طرح حضرت امام العصرؒ بعض کتب کا حوالہ اُن کے غیرمعروف اسماء سے ذکر کرتے ہیں، مثلاً: ''**نصب الرأيه**'' کو ''**التخريج**''، ''**نيل الأوطار**'' کو ''**شرح المنتقى**''، ''**زاد المعاد**'' کو ''**كتاب الهدى لابن القيم**'' کے نام سے ہی اکثر ذکر کرتے ہیں۔

۹:...... کتاب کا موضوع چونکہ علوم حدیث سے متعلق ہے، اس لیے اس موضوع سے متعلقہ حوالہ جات کے بارے میں قدرے تفصیل عرض کرنا نامناسب نہ ہوگا:

۱:- کتبِ حدیث میں صحاح ستہ کے علاوہ ''**مؤطا مالک و محمد**، **سنن الدارمی**، **المعجم الصغير للطبرانی**، **مسند البزار**، **كتاب الآثار**، **مسند أحمد**، **سنن الدارقطنی**،

الأدب المفرد ، شرح معاني الآثار ، مصنف ابن أبي شيبة ، مراسيل أبي داود ، مسند أبي داود الطيالسي ، السنن الكبرى للبيهقي ، مستدرک حاکم، مجمع الزوائد، کنز العمال، منتخب کنز العمال ''اور دیگر بہت سی کتبِ حدیث کے حوالے بکثرت پائے جاتے ہیں۔

فائدہ: مذکورہ بالا کتب کے نام ہی محدث کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کے متونِ حدیث سے گہری وابستگی کے شاہدِ عدل ہیں۔

۲:- کتبِ تخریج میں سے عموماً ''**نصب الراية**'' اور ''**التلخيص الحبير**'' کا حوالہ نقل کرتے ہیں اور کہیں ''**الدراية في تخريج أحاديث الهداية**'' بھی پیش نظر رہتی ہے۔

۳:-شروحاتِ حدیث میں سے اکثر ''**فتح الباري ، عمدة القاري، عارضة الأحوذي، المنتقى شرح المؤطا للباجي ، شرح الزرقاني على المؤطا ، نيل الأوطار** ''،اور کہیں ''**إرشاد الساري ، مرقاة الصعود للسيوطي، إكمال المعلم شرح مسلم ، مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح ، لمعات التنقيح**'' کا بھی ذکر ملتا ہے۔

۴:-غریب الحدیث میں زیادہ تر اعتماد ابن الاثیر رحمۃ اللہ علیہ کی ''**النهاية**'' پر ہی رہتا ہے،اس کے علاوہ اس باب میں کتبِ لغات جن میں بسا اوقات ''**تاج العروس شرح القاموس**''،اور کبھی ''**المزهر**'' وغیرہ کا بھی تذکرہ ملتا ہے۔

۵:- کتبِ رجال میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے حوالہ جات پر گفتگو سے قبل مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہندوستان پاک و ہند کے رجال کا اس علم سے اعتناء کس قدر رہا ہے، اس کے متعلق کچھ عرض کرنا فائدہ سے خالی نہ ہوگا۔

ہندو پاک میں خصوصاً قرونِ متاخرہ میں علومِ حدیث کے بڑے رجالِ کار پیدا ہوئے، جنہوں نے اُمہاتِ کتبِ حدیث کی اعلیٰ پیمانے پر خدمات انجام دیں، جن میں خاص طور پر شروحاتِ حدیث وحواشی تو ایسے لکھ ڈالے کہ حدیث کی توجیہ وتاویل میں متاخرین تو کجا متقدمین میں بھی خال خال ہی اس کی مثال نظر آتی ہے۔لیکن دوسری طرف علم رجال سے اس کرہ کی بے اعتنائی بھی کچھ پوشیدہ نہیں۔معدودے چند افراد کے علاوہ اس موضوع سے بحث کرنے والا کوئی نظر نہیں آتا۔انہیں خاصانِ خدا میں حضرت شاہ صاحبؒ کی ذات گرامی بھی ہے،جنہیں علومِ حدیث کی دیگر شاخوں کی طرح اس علم میں بھی کامل دست گاہ حاصل تھی۔

''حواشی آثار السنن'' میں علم رجال سے متعلق حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے درج کردہ حوالوں کی دو قسمیں کی جاسکتی ہیں:

ا:......پہلی قسم میں وہ حوالہ جات شامل ہیں جن میں موصوف علم رجال کی کسی کتاب کا حوالہ ذکر فرمائیں،ان میں عام طور پر ''**التاريخ الصغير للبخاري ، الثقات لابن حبان ، تذكرة الحفاظ، ميزان الاعتدال، لسان الميزان ، تعجيل المنفعة ، تهذيب التهذيب**'' سے اعتناء رہتا ہے اور کہیں

''طبقات ابن سعد، طبقات الشافعية، تقريب التهذيب'' وغیرہ سے بھی حوالہ رقم فرما دیتے ہیں۔

۲:......دوسری قسم میں وہ حوالہ جات شامل ہیں جو رجال کی کسی کتاب کے ساتھ مخصوص نہیں، بلکہ اگر ان کو استنباط واستخراج سے تعبیر کیا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔

اس کی مزید وضاحت کے لیے یوں سمجھئے کہ کسی معین راوی کی توثیق کے لیے کبھی تو یوں فرماتے ہیں کہ اس راوی سے صحیح البخاری یا صحیح مسلم میں فلاں فلاں روایت فلاں فلاں صفحہ پر درج ہے، جس سے مقصود یہ ہوتا ہے کہ چونکہ صحیحین کی صحت بالاتفاق تسلیم کی جاتی ہے، اس لیے کسی راوی کا ان میں ہونا گویا اعلیٰ درجہ کی توثیق وتعدیل ہے۔ اور کبھی یہ انداز ہوتا ہے کہ مثلاً امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کا حوالہ پیش کرتے ہیں کہ انہوں نے اس راوی کی روایت کی تصحیح یا تحسین فرمائی ہے۔ اور گاہے شروحاتِ حدیث میں مذکور کسی امامِ فن کی اس راوی سے منقول روایت کی تصحیح یا تحسین کا حوالہ درج فرماتے ہیں۔

۶:-اصولِ حدیث میں ''فتح المغيث بشرح الفية الحديث'' اور ''تدريب الراوی'' کا اہتمام زیادہ رہتا ہے۔

۷:-اجزاءحدیثیہ میں ''جزء رفع اليدين، جزء القراءة خلف الإمام للبخاری، القول البديع للسخاوی، رسالة الأهدل فی الدعاء'' کے حوالے لحظہ بلحظہ نقل فرماتے ہیں۔

۸:-حواشی میں حاشیۂ دارقطنی مؤلفہ مولانا شمس الحق عظیم آبادی، ''التعليق الممجد''، حاشیۂ حصن حصین مؤلفہ علامہ لکھنویؒ کے حوالے جابجا ذکر فرماتے ہیں۔

۹:-راویانِ حدیث کی کنیتوں سے متعلقہ کتب میں ''الكنى والأسماء للدولابی'' کا اکثر تذکرہ ملتا ہے۔

۱۰:-تراجم صحابہؓ میں ''أُسد الغابة'' اور ''الإصابة'' سے زیادہ اعتناء رہتا ہے۔

سطورِ بالا میں اپنے تئیں ان حواشی کی قدر وقیمت کو واضح کرنے کی کوشش کی ہے، یہ سطور اگرچہ ان کی اہمیت واضح کرنے کے لیے کافی نہیں ہیں، ان حواشی کے لیے یہی کافی ہے کہ ان کی نسبت جس امام ہمام کی ذاتِ گرامی سے ہے، وہ اپنے کلام وتحقیقات کی قدر ومنزلت کو جہانِ علم وتحقیق میں منوا چکے ہیں۔

بہرحال ان حواشی کی قیمت وعظمت اپنی جگہ مگر اس کے باوجود آج تک یہ گنجینۂ علوم وتحقیقات زاویۂ خمول میں ہے۔ مادرِ علمی جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن کی مجلس تعلیمی نے حضرت امام العصرؒ کے اس علمی قرض سے سبکدوش ہونے کا فیصلہ کیا ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس عظیم علمی و دینی تحقیقی خدمت کے ارادے میں جامعہ کی مدد فرمائے، جس سے ایک طرف تو علم حدیث کی گراں قدر خدمت ہوگی اور دوسری طرف حنفی مذہب کے برگ وبار کی نئی تحقیقات کے ساتھ آبیاری ہوگی۔